رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

قُل اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا (عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) میں بھی اک نورانی چہرے کے پرتو میں ہوں

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے۔

الفضل

خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ... لیکن پھر بھی ... لوگ ... نہیں مانتے۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل
قادیان دارالامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ
مقامی خریداروں ساڑھے چار روپے
غیر ممالک سے سات روپے
(عہ)

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے۔ اور اعلیٰ کاغذ پر سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶)

جلد ۲ | مورخہ ۵ جنوری ۱۹۱۵ء مطابق ۱۸ ماہ صفر ۱۳۳۳ ہجری | نمبر ۸۷

مدینۃ المسیح

Digitized by Khilafat Library

مبارکباد

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بی اے کے مشکوئے معلیٰ میں ۳ جنوری ۱۹۱۵ء کو لڑکا پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کی عمر میں برکت دے۔ اور اسے اپنے مقدس و مطہر دادا کے کمالات و فضائل کا وارث بنائے۔ آمین۔ الفضل تمام جماعت احمدیہ کیطرف سے خاندان نبوۃ اور موجودہ امام حضرۃ اولوالعزم کو مبارکباد دیتا ہے۔ لڑکے تو دنیا میں پیدا ہوتے ہی ہیں مگر یہ اولاد حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے ماتحت ایک نشان ہیں۔ اسلئے ان کی ولادت پر جس قدر بھی سجدات شکر و مسرت بجالائے جائیں۔ کم ہیں ۔

خلیفہ نور الدین صاحب جموں نے حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت کر لی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک ۔

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا۔

(بقیہ نظم مسدس صفحہ ۵)

حضرت محمود احمد نورِ دیں کے جانشین
صاحبِ نورِ خلافت وارثِ علمِ یقین
اے میرے آقا دعا کر سب جماعت کے لئے — ان کی اُلفت کے لئے انکی محبت کے لئے
رفق و نرمی کے لئے باہم اخوت کے لئے — آشتی و صلح اور امن و سلامت کے لئے
ہیں جو کچھ بھولے ہوئے آجائیں سچی راہ پر
وہ جو ہیں روٹھے ہوئے ہو جائیں سب شیر و شکر

ایک ہو جائیں شماتت دشمنوں کی دور ہو — دوستوں کی فتح ہو دینِ خدا منصور ہو
احمدیت پھیل جائے دین و دل مسرور ہو — دینِ حق سے چار اطرافِ جہاں معمور ہو
سب کے کانوں میں پہنچ جائے مسیحا کا پیام
مہدیٔ والاشاں احمدِ عیسیٰ کا پیام

ہمارے قصے مخمصے جھگڑے بکھیڑے دور ہوں — رنج جو بیٹھے ہوئے ہیں سب کے دل سے دور ہوں
کاوش و بغض و حسد کے سب ارادے دور ہوں — وسوسے دل میں آنے پائیں ایسے دور ہوں
میرے آقا کر دعا اسلام پھر اسلام ہو
احمدیت ہو جہاں میں اور اسی کا نام ہو

زیبِ تن ہو احمدی اُمت کے تقویٰ کی قبا — جبہ قرباں کیجئے زر بفت و دیبا کی قبا
یہ قبا ہے متقی کے قدِ زیبا کی قبا — یہ قبائے متقی سرمادو گرما کی قبا
اس کو کر کے زیبِ تن جائیں بھری دربار میں
اوڑھ کر اس کو چلے جائیں کسی سرکار میں

قصرِ شاہی میں ہماری بات کی تکریم ہو — بات وہ منہ سے کہیں جس کی بڑی تعظیم ہو
بیٹھ جائے دل میں ایسی قوتِ تفہیم ہو — الغرض حکمِ حق کے آگے گردنِ تسلیم ہو
دبدبہ جو حق کے پھیلانے میں ہو ہم کو ملے
طنطنہ جو حق کے سمجھانے میں ہو ہم کو ملے

قوم کا ہر فرد ہو تبلیغ میں معجز بیاں — قوم کا ہر رکن ہو تعلیمِ دیں میں تر زباں
ہر کوئی تدریسِ قرآں میں ہو رطب اللساں — وجد میں آجائے جس سے رُوحِ مہدیٔ زماں
ملکِ امریکا میں چپکے سے چلا جائے کوئی
حبشیوں کو ملکِ افریقہ میں سمجھائے کوئی

مل کے دنیا میں کلامِ پاکِ حق پہنچائیں ہم — سارے عالم میں پیامِ عامِ حق پھیلائیں ہم
بھولے اور بھٹکوں کو راہِ راست پر لائیں ہم — کام ہو جائے نہ جب تک بس وہیں جم جائیں ہم
لے کے ہم پھر جائیں عالم میں محمد ﷺ کا پیام
لے کے نام اللہ کا ثاقب ہمارے کا پیام

جنگِ یورپ۔

تازہ خبریں۔

متحدہ افواج کی پیشقدمی۔ شمال البس میں جنگ کا نتیجہ فرانس کے خاطر خواہ نکلا۔ جس نے اب بیٹیاج کا سختی سے محاصرہ کر لیا ہے دیگر مقامات میں بھی خفیف ترقی کیگئی اور جرمن جوابی حملے ناکام رہے۔

روس و جرمنی۔ مشرق میں روسی بدستور ابھی جرمنوں کے بدستور سد راہ ہیں۔ ساتھ ہی مغربی گلیشیا اور کارپیتھین میں آسٹریوں کو پیچھے دھکیل رہے ہیں۔

آسٹروی ایران جنگ۔ گذشتہ تین ہفتوں میں ۵۰ ہزار آسٹروی سپاہی افسران روسیوں نے گرفتار کئے۔

جرمن نقصان جان۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پولینڈ پر دوسری یورش میں جرمن جانوں کا ہولناک نقصان ہوا۔

ترکی ہزیمت (لنڈن ۳۱ دسمبر) سرکاری طور پر بیان ہوا ہے کہ جنگ بری کیمپس (؟) کا نتیجہ ترکی دشت کے خلاف نکلا جو انہیں نصف آدمی کھو کر پسپا ہوا۔ ترکی سپاہ کا کچھ حصہ درہ ادنانہ جانک کے علاقہ میں مجتمع ہے جو انہ ان کی طرف بڑھ رہا ہے۔

کروزر کی گولہ باری۔ کروزر اسکولڈ نے پورٹ سعید کے مشرق میں العریش کے متصل ترکی سپاہ پر گولہ باری کی۔ ایک دخانی جہاز نے بیروت کے نواح میں گرداوری کے دوران میں ترکی سپاہ پر ایک گولہ کیا جس نے رائفلوں سے جواب دیا۔

فرنچ آبدوز کشتی کی غرقابی (لنڈن ۳۰ دسمبر) روما۔ فرنچ آبدوز کشتی کری جسے پولا نے غرق کر دیا تھا وہ پھر تیرائی گئی ہے۔ چھ لاشیں اسکے اندر سے ملیں۔

ہدفِ مصائب بیلجیم (لنڈن ۳۰ دسمبر) برٹش سوشلسٹ پارٹی کی منتظمہ نے مسٹر ایسکوئتھ کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرائی ہے کہ بیلجیم میں لاکھوں آدمی فاقے مر رہے ہیں اور وہاں کا منظر نہایت ہولناک ہے مجلس مذکور تحریک کرتی ہے کہ متحدہ سلطنتیں جرمنی سے ان فاقہ کش لوگوں کو غذا تقسیم کئے جانے کی اجازت حاصل کریں۔ رسد آذوقہ خواہ کہیں سے بہم پہنچے بلجیئن آبادی میں بلا کسی اعتراض کے تقسیم کر دیا جائے۔ اگر جرمنی نہ مانے تو متحدہ سلطنتیں تمام غیر متعلق سلطنتوں سے اپیل کریں۔

بربادی انگیز طوفان (۳۰ دسمبر) ہلکا جہاز (ساوتھ گوڈون) دوشنبہ کو طوفان میں غائب ہو گیا۔ اور سویڈیش سٹیمر ادما ساحل ڈچ پر تباہ ہوا۔ ۱۴۱ آدمی غرق ہوگئے۔

فرانس کے میدان جنگ کے ہندوستانی زخمیوں میں سے بھی ساٹھ مجروح ۳۱ دسمبر کی صبح کو لاہور چھاونی پہنچ گئے ہیں۔ یہ زیادہ تر ۱۵ لدھیانہ سکھ۔ اور ۵۷ رائفلز کے آدمی ہیں۔

برطانیہ کلاں کے شاہی خزانہ کو سال گذشتہ کی آخری سہ ماہی میں ۴۳۳۲۳۳۶۹ پونڈ یعنی ۹۵۴۴۳ پونڈ زیادہ آمدنی ہوئی۔

جنوبی امریکہ کی ریاست ایکویڈور کے قونصل نے مقیم کلکتہ کا عہد توڑ دیا ہے۔

بلگام کے جیل خانہ سے جرائم پیشہ گروہ کے چند قیدیوں نے بھاگنے کی کوشش کی۔ پولیس نے فائر کئے اٹھارہ مر گئے۔ چھ زخمی ہوئے۔ بارہ بھاگ گئے۔

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۵ جنوری ۱۹۱۵ء

موجودہ زمانہ کا نذیر

اور

نبوت رحمت ہے یا زحمت

نمبر ۲

قرآن کریم کے اشارات اور احادیث کے کھلے بیان سے جہاں مسلمانوں کے مثیل یہود ہونیکا ثبوت ملتا ہے وہاں ایک عام دنیوی ہلاکت وعذاب کی پیشگوئی بھی آخری زمانے کیلئے کھلے الفاظ میں قرآن کریم میں موجود ہے اور خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو سورۂ بنی اسرائیل میں خاص کر اسی لئے درج فرمایا ہے تا کہ ادنےٰ غور سے معلوم ہو سکے کہ یہ پیشگوئی اسوقت پوری ہوگی جب امت خرابیوں میں بھی بنی اسرائیل کی مثیل ہو جائے گی۔ وہ پیشگوئی یہ ہے:-

وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کان ذلک فی الکتب مسطورا ۝ (سورہ بنی اسرائیل۔ رکوع ۶)

اور پھر اسی سورۃ میں یہ بھی بیان فرما دیا ہے کہ عام اور شدید ہلاکت اور عذاب دنیوی ہم نہیں بھیجتے جبتک کہ عیش پرستی اور فسق وفجور کی زندگی میں لوگ مبتلا نہ ہو جائیں اور ہم اُن کی اصلاح کیلئے کسی رسول کو مبعوث نہ کرلیں چنانچہ فرماتا ہے:-

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ۝ واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرنٰھا تدمیرا ۝ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲)

اب اس امر کا کیونکر انکار ہو سکتا ہے کہ اس عام ہلاکت اور عذاب (کہ جسکو دُنیا دیکھ چکی ہے یا دیکھ رہی ہے اور آئیندہ دیکھیگی) کے پہلے کسی رسول کا آجانا بھی ضروری تھا یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ خدا کیطرف سے ہلاکت اور عذاب آجاتا اور اس سے پہلے رسول ہاں خدا کا نذیر اور جری اللہ فی حلل الانبیاء مثیل مسیح نہ بھیجا جاتا؟ کون انکار کر سکتا ہے کہ قرآن کریم کی پیشگوئی کے مطابق معمورۂ عالم کی بعض بستیاں طاعون زلازل طوفان وجنگ کے ذریعہ بالکل ہلاک اور نیست ونابود ہو کردیجا رہی ہیں اور بعض صرف عذاب دیکر چھوڑ دیجاتی ہیں یہ کیسے اندھیر کی بات ہے کہ لوگ ہلاکت اور عذاب کو اپنی آنکھوں دیکھ رہے ہیں اور خود بھی مبتلا ہیں مگر مامور من اللہ کے آنے کا یا تو انکار ہی ہے یا ہنوز انتظار باقی ہے۔ ان دونوں آیتوں کا ایک سورۃ یعنی سورۂ بنی اسرائیل میں نازل ہونا ایک زبردست ہدایت اس امر کی ہے کہ وہ عام ہلاکت اور عذاب بھی ایک رسول کی بعثت کے بعد ہوگا اور اُسوقت ہوگا جب مسلمان بھی یہود کی طرح بگڑ جائیں گے۔

ہاں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جبتک ایسی عام خرابی کسی قوم میں نہیں آتی کہ جسکی وجہ سے خدا کے علم میں نبیوں کی بعثت ضروری ہو تو اسوقت تک موجودہ خرابیوں کے لحاظ سے غیر مامور مصلحین پیدا کر دیئے جاتے ہیں اور وہ ان خرابیوں کو دور کر دیا کرتے ہیں اور وقتی ضروریات کو پورا کرتے رہتے ہیں جس طرح کہ نہروں دریاؤں اور نہروں کے پانی سے کام چلتا رہتا ہے۔ یا اگر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک نبی کے بعد ہی دوسرا نبی بھی بھیجدیا جاتا ہے تو وہ پچھلے نبی ہی کی اصلاح اور تکمیل کیلئے آتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت اسمٰعیل وحضرت اسحاق علیہم السلام۔ اور داؤد علیہ السلام کے بعد سلیمان علیہ السلام مگر ان وقتوں میں عموماً نہ تو عام انکار ہوتا ہے نہ انکار کی سزا۔ اور اگر انکار ہوتا بھی ہے تو انہیں لوگوں کی طرف سے جو پہلے نبی کا انکار کر چکتے ہیں مگر جب خرابی شدید ہوتی ہے اور عام اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے تو اسوقت خدا کی مصلحت کے تقاضے سے جو رسول آتا ہے (چاہے وہ غیر تشریعی نبی ہی کیوں نہ ہو اور کسی پہلے نبی کا پیرو ہی ہو کر کیوں نہ آیا ہو) اس کا انکار بھی سخت ہوتا ہے۔ غرضکہ جس طرح خرابی عام ہوتی ہے ویسے ہی اس کا انکار بھی سخت اور عام ہوتا ہے اور خدا کی مصلحت سے ایک عظیم جماعت پاکباز ومکی اس کے ساتھ نبی شروع ہو جاتی ہے جسکو خدا تعالیٰ خارق عادت طور پر ترقی عطا فرماتا ہے اور بقیہ لوگ "ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ" کے پورے مصداق ہو جاتے ہیں مسیح ابن مریم علیہ السلام (اگرچہ صاحب شریعت نبی نہ تھے اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے پیرو تھے مگر) اسی قسم کے رسولوں میں تھے جو یہودیوں کے عام انحطاط کے وقت میں آئے تھے۔ اور ضرور تھا کہ اس امت کا مسیح بھی ویسا ہی ہو جو کہ مثیل یہود کو عام انحطاط کے زمانے میں آیا۔ اسی لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ "یہ امت کیونکر تباہ ہوگی کہ جسکے شروع زمانہ میں میں ہوں اور آخر زمانہ میں مسیح" الغرض خدا کی یہی سنت ہے کہ جب کسی قوم کی کشتی معرض زوال میں پہنچکر ہلاکت کے قریب آلگتی ہے تو وہ اپنے فرستادوں کے ذریعہ ہلاکت سے بچ جانیکا سامان پیدا کر دیا کرتا ہے۔ تو پھر جب اس امت میں بھی خدا اور رسول کے فرمودہ کے مطابق بنی اسرائیل کی خرابیوں کی طرح خرابیاں پیدا ہوگئیں اور جو قوم دوسروں کی اصلاح کے لئے "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس" کا خطاب پاکر کھڑی کی گئی تھی وہ خود بگڑ گئی اور جو لوگ اس امت میں داخل نہ تھے اُنکی حالت بھی عیش وعشرت، فسق وفجور، ظلم وعدوان، غفلت و دُنیا پرستی میں پھنسکر پہلے سے زیادہ محتاج اصلاح ہوگئی تو کیوں خدا ایک مثیل مسیح مثیل بنی اسرائیل ہی کے اندر پیدا نہ کرتا؟ ضرور کرتا اور اُس نے ایسا ہی کیا۔ پس اُس کے زمانے میں بھی وہی سنت خدا کی ظاہر ہوگی جو مسیح اول کے وقت میں ظاہر ہوئی تھی۔ ہاں۔ مثیل بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیں اکٹھی بھی ہونگی مگر ریوڑ اور گڈریے سے الگ رہنے والی بھیڑیں بھیڑیوں کی بھینٹ چڑھ کر تباہ بھی ہو جائینگی۔ ہاں خدا کے قائم کردہ سلسلہ ہی کے ذریعے یہ امت دوبارہ "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس" کا خطاب بھی پائیگی اور دوسری قوموں کی اصلاح کا باعث ہوگی۔ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔ یہ صداقتیں ہیں کہ جن کا انکار نہیں ہو سکتا۔

کلام محمود

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا عارفانہ کلام ہے۔ سبحان اللہ اپنے اندر کشش مقناطیس سے بڑھ کر اثر رکھتا ہے کیوں نہ ہو۔ وہ اشعار جو ایک درد بھرے دل سے نکلیں۔ انکی جو قوت وستور ہوتا ہے۔ وہ ہرگز ہرگز بناوٹ میں نہیں اور پھر وہ اشعار جو اپنے مولیٰ کی الفت ومحبت میں لکھے جاویں انکا اثر زیادہ سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے حضرت مسیح موعود کے فراق میں اور قوم کی حالت زار کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں وہ پڑھنے سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ ناظرین ایک نسخہ منگا کر ملاحظہ فرمادیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب کچھ عمدہ ہے قیمت ۳ر قسم [illegible] دفتر الفضل قادیان سے طلب کرو۔

خلافتِ ثانی

بیعتِ ثاقب

یہ نظم مسدس مولوی محمد نواب خان صاحب ثاقب مالیر کوٹلوی نے جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء پر پڑھی

اے مسیحا کے خلیفہ پیارے مرزا کے رشید   مہدئ صاحبقراں موعود عیسیٰ کے رشید
دالافشاں کے نام لیوا کے رشید   میرے آقا کے رشید اور میرے مولا کے رشید
رنگ سلطان القلم ہے آپ کی تحریر میں
ہے اک اعجازِ مسیحا آپ کی تقریر میں

آپ کے چہرہ سے ہے نجمِ سعادت آشکار   آپ کے روئے مبارک سے نجابت آشکار
خال و خط سے آپ کے نقشِ ولایت آشکار   تیوروں سے آپ کے نورِ نبوت آشکار
آپ کی آنکھوں کو حق بینی کا آئینہ کہیں
سینۂ صافی کو زیبا ہے کہ بے کینہ کہیں

موجزن ہے آپ کے سینہ میں دریائے علوم   آپ کے دل میں نہاں ہیں لولوئے لالائے علوم
آپ دارائے معانی اور دانائے علوم   آپ ہیں عرفانِ حق کے درس فرمائے علوم
آپ نے دیکھی ہیں آنکھیں پیارے نورالدین کی
پائی ہے تعلیم اُن سے دنیا کے آئین کی

مرنے والا جانتا تھا علمِ قرآں کے رموز   ان کو از بر تھے کلامِ پاکِ سبحاں کے رموز
دل میں کرنے والے گھر وہ خطِ جاناں کے رموز   آہ وہ دیں کے اشارات اور ایماں کے رموز
اُن کی میراث آگئی ہے آپ کی تقسیم میں
یہ وہی گنجِ نہاں ہے آپ کی تعلیم میں

فردِ دیں بھی آپ ہیں نورِ نبی بھی آپ ہیں   ایسے نازک وقت میں مردِ جری بھی آپ ہیں
المعی و لوذعی و منتہی بھی آپ ہیں   آپ ہیں حق کے ولی مردِ سخی بھی آپ ہیں
آپ ہیں وہ جن کی آمد کی دعا کرتے تھے ہم
بھیجدے ہاں بھیجدے کی التجا کرتے تھے ہم

آپ نے شیرازۂ وحدت میں باندھا قوم کو   کر دیا اپنی اخوت میں اکٹھا قوم کو
آپ نے وحدت سکھائی اور ایکا قوم کو   پھر وہی لذت ملی تھا جس کا چسکا قوم کو
یہ ہے وہ نورِ خلافت تھا جو نورالدین میں
تھی یہی تمکین و شوکت مردِ با تمکین میں

اللہ اللہ اُس بڑھاپے میں وہ طاقت اور زور   لوحش اللہ ایسی پیری میں وہ قوت اور زور
یہ توکل کی بات ہے، وہ اس کی شوکت اور زور   ہم نے خود دیکھا ہے تھی جو اس میں سطوت اور زور
کوئی اُٹھتا تو بٹھا دیتا اُسے تادیب سے
روٹھتا بھی تو منا لیتا تھا اک ترکیب سے

الغرض تھا ایک ہادی اور رہبر قوم کا   قافلہ سالار اک سالارِ لشکر قوم کا
ایک تھا سردارِ قوم اور ایک سرور قوم کا   ایک ہی تھا زینتِ محراب و منبر قوم کا
اُس کو کہتے تھے مسیحا کا خلیفہ ہے یہی
جانشینِ مہدی و موعود عیسیٰ ہے یہی

مدتوں تک ہم رہے اسکی خلافت کے تلے   اس کی حکمت کے تلے۔ اس کی حکومت کے تلے
اُس کی ہمت کے تلے۔ اس کی حمایت کے تلے   چھ برس تک اس کے ظلِ عدل و رافت کے تلے
اس کے آگے کر دیا ہم نے سرِ تسلیم خم
ہے پتہ کی بات اس کے سامنے مارا نہ دم

تھا خدا کا ہاتھ ہی تھا جو ہمارے ہاتھ پر   عہد تھا جس نے لیا ہم سے خدا کی بات پر
اک حکومت تھی ہمارے طور پر عادات پر   جس کا قابو تھا ہمارے نفس کے جذبات پر
توڑ دی بیعت تو پھر بیعت کئے آخر بنی
تھی مصیبت جو ہماری جان اور دم پر بنی

مختصر یہ ہے کہ بیعت کرکے ہم زندہ ہوئے   جو پریشاں پھر رہے تھے آخرش یکجا ہوئے
رشتۂ وحدت میں آئے اور کیا سے کیا ہوئے   عیسیٰ احمد میں مٹ مٹ کر دمِ عیسیٰ ہوئے
زندہ کر لینا ہمیں مُردوں کا آساں ہو گیا
اکمہ و ابرص کے دکھ کا ہم سے درماں ہو گیا

یہ جو کچھ حاصل ہوا وحدت کی برکت سے ہوا   نورِ دیں کے فیض سے اور اسکی صحبت سے ہوا
یہ جماعت سے ہوا اور احمدیت سے ہوا   کہہ بھی دو کیا دیر ہے سب کچھ یہ بیعت سے ہوا
الوصیت کا معمہ نورِ دیں حل کر گئے
جو وصیت اپنے جیتے جی مکمل کر گئے

بات کہہ دینا لگا کر اپنی عادت میں نہیں   چوٹ کرنا چھیڑنا ناحق طبیعت میں نہیں
دیکھ کر مکروہ چپ رہنا بھی فطرت میں نہیں   یہ جو کہتے ہیں خلافت الوصیت میں نہیں
اک جماعت اور خلیفہ دو یہ نقشہ خوب ہے
اک نیام اس میں دو تلواریں یہ حربہ خوب ہے

جب خلافت ہی سرے سے الوصیت میں نہ تھی   یا کہو اس کی ضرورت احمدیت میں نہ تھی
شرطِ وحدت اور اخوت کی جماعت میں نہ تھی   یا جماعت کی ضرورت ایسی صورت میں نہ تھی
کوئی پوچھے کیوں بنائے دو خلیفے نام کے
ہے غضب کی بات بندے ہو گئے اوہام کے

قادیاں میں بیٹھ کر لڑتے جھگڑتے کچھ نہ تھا   رہ کے دارالامن میں بنتے بگڑتے کچھ نہ تھا
بحث کرتے رائے دیتے اور لڑتے کچھ نہ تھا   اختلاف رائے کی صورت میں اڑتے کچھ نہ تھا
اب جو بھانڈا پھوڑ کر ہو بیٹھے ہو ہم سے جدا
اب بھی کچھ بگڑا نہیں آ جاؤ از بہرِ خدا

اپنی بپتی میں سناؤں سننے والے ہو اگر ہم نشینی کا ہوا تھوڑا سا کچھ مجھ پر اثر
روٹھ بیٹھا دل ہی دل میں پائی یاروں نے خبر درد بڑھتا ہی گیا پہنچے بہت ہی چارہ گر
واعظ و ناصح بہت آئے نہ مانی ایک کی
کیا کروں دل میں جو بیٹھی خوش بیانی ایک کی

قادیاں سے پھر جا کے جانا ماتم جانکاہ تھا درد دل سے میرے آگر بس مرا اللہ تھا
سامنے آنکھوں کے نور الدین عالیجاہ تھا اک تصور روئے جاناں کا مرے ہمراہ تھا
دل کو سمجھاتے یہ ناداں کس کے سمجھانے کا تھا
مرحلہ دشوار اس کو راہ پر لانے کا تھا

آئی لنڈن سے خبر لیڈی مسلماں ہو گئی بانکپن کی حسن کی دیبی مسلماں ہو گئی
اور اک خاتونِ انگریزی مسلماں ہو گئی دختر اک اونچے گھرانے کی مسلماں ہو گئی
دل یہ کہتا تھا کہ میں کیسے کرامت مان لوں
میں جو ہو جاؤں مسلماں پھر ولایت مان لوں

یوں تو ہفتہ میں اکدن میں بھی بنتا تھا امام پڑھ کے چند آیات کرتا تھا بہت اچھا کلام
وعظ کا پند کا ہوتا تھا خاصا اہتمام الغرض جمعے کا تھا ہفتہ میں پورا التزام
سب کو سمجھاتا تھا اپنے دل پہ کچھ قابو نہ تھا
اپنے دل کو راہ پہ لانے کا کوئی پہلو نہ تھا

میں یہ کہتا تھا دل بے تاب پر آفت ہے کیا بیٹھا جاتا ہے کیوں اس کا سبب علت ہے کیا
کیوں گھلا جاتا ہے درد و غم کی یہ حالت ہے کیا چارہ گر اگر بتا دے اسکی اب صورت ہے کیا
یک بیک آئی درِ دل سے صدائے شادباش
قادیاں کے چل مجھ سن لے دعائے یاد باش

قادیاں ہے وہ جہاں رنجور پاتے ہیں شفا دردمندوں کو ملا کرتی ہے اس گھر سے دوا
قلب مومن پر چڑھا کرتا ہے یاں رنگ وفا دل میں جم جاتا ہے رہ کر اسجگہ نقش دعا
دل کے اندوہ و الم کافور ہو جاتے ہیں یاں
آ کے دلہائے حزیں مسرور ہو جاتے ہیں یاں

اے میرے آقائے نعمت دل مجھے لایا یہاں شکر للہ پھر مرے مولا نے پہنچایا یہاں
میرا پھر چمکا ستارہ اور میں آیا یہاں دولتِ گم گشتہ اقبال کو پایا یہاں
میں نے کیا لینا تھا جا کر بلدۂ لاہور میں
سر پھرا تھا میرا میں پھنستا جفا و جور میں

جذب تھا یہ آپ کا جو کھینچ کر لایا مجھے بخت نے پھر آپ کی خدمت میں پہنچایا مجھے
میرے دل کی قوت ایماں نے دھمکایا مجھے میری غفلت اور غلط فہمی نے شرمایا مجھے
ناصح مشفق بنا میرا دل ہشیار ہی
چارہ گر آخر ہوا اپنا دلِ بیمار ہی

مرکزِ امن و اماں میں برکتیں وحدت کی ہیں احمدیت کی ادائیں اور یہی صورت کی ہیں
الفت و مہر و وفا یاں کی نئی رنگت کی ہیں رنگتیں جتنی ہیں ساری آپ کی صحبت کی ہیں
اک الٰہی رنگ ہے جسمیں کہ سب رنگیں ہیں
حشمت و اقبال و دولت کے یہ سب آئین ہیں

ظلم ہے اس مرکز امن و اماں کو چھوڑنا مہبطِ وحی خدا کے آسماں کو چھوڑنا
بے نشاں کے واسطے زندہ نشاں کو چھوڑنا حیف ہے دار الامانِ قادیاں کو چھوڑنا
اس کا سب دیوار و در اک زندہ کن اعجاز ہے
یہ مکاں وہ ہے مسیحائی کا جسمیں راز ہے

دل سے داخل ہو گیا ہے آپکی بیعت میں یہ اپنی طاعت بھر رہے گا حلقۂ طاعت میں یہ
حضرتِ والائے احمدؐ کی رہا خدمت میں یہ رہ چکا ہے نورِ دیں کی دیر تک صحبت میں یہ
آپ کا دل سے مُرید اور بندۂ احکام ہے
جانتے ہیں آپ اسے یہ ثاقبِ گمنام ہے

منفعل تھا یہ کہ اتنی دیر تک بچھڑا رہا اپنے دل میں تھا خجل اور اپنے گھر بیٹھا رہا
بولتے تھے اور تو یہ دم بخود چپکا رہا لے کے اپنے دل میں اپنا دردِ دل تنہا رہا
یہ کسی سازش میں آیا اور نہ منصوبہ کیا
عہد جو دل میں کیا تھا آ کے اب پورا کیا

یہ بھی کہنا کر بالے صدمہ تھا نور الدین کا درسِ قرآں اس نے خود دیکھا تھا نور الدین کا
اس کی نظروں میں وہی جلوہ تھا نور الدین کا اس کا دل ہر چار سو جویا تھا نور الدین کا
بس اس عشق و محبت میں گیا دیوانہ وار
رہ کے تنہائی میں تڑپا کیا با حالِ زار

یاد کر کے اس کو ہو جاتا تھا اکثر اشکبار اس کی پڑھتا تھا سوانح بادلِ پر اضطرار
دل میں رہ رہ کر خیال آتا تھا اس کا باربار یاد آتا باغ کا جوبن وہ ایام بہار
نیم بسمل کی طرح سینہ میں رہ جاتا تھا دل
یادِ نور الدین میں خوں ہو کے بہ جاتا تھا دل

بند کر کے دونوں آنکھیں درسِ قرآں دیکھتا ظلمتِ اندوہ و غم میں نورِ عرفاں دیکھتا
دل میں ہو کر سرنگوں تصویرِ جاناں دیکھتا نورِ دیں کو دیکھتا تفسیرِ قرآں دیکھتا
نکتہ ہائے معرفت وہ بذلہ ہائے دل نشیں
پندہائے دلربا اندازہائے نورِ دیں

میں نے پوچھا خواب میں اے میرے پیارے رہنما تو ہے دریائے معانی معدنِ فہم و ذکا
بے بہا موتی ہیں تیرے پاس دے ان کو بہا میرا مطلب تھا پڑھا دے اک سبق قرآں کا
مہرباں لیکر بغل میں مجھ کو یہ کہتا گیا
ہاں سمجھ لینا کہ ہے قرآں کلام مصطفےٰ

میں نے سمجھا قادیاں میں درسِ قرآں ہے وہی مصحفِ رخ ہے وہی اور روئے جاناں ہے وہی
نکتہ ہائے معرفت تفسیرِ قرآں ہے وہی نورِ دیں کا فیض اس کا نورِ عرفاں ہے وہی

[illegible]

حسبنا کتاب اللہ

(از فاضل جناب سید محمد اسحٰق صاحب)

یہ بات تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ صحابہ جیسی پاک جماعت پر جسقدر مطاعن شیعہ لوگوں کی طرف سے تیرہ سو برس سے ہوئے ہیں۔ اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ وہ پاک گروہ جو رسول کریمؐ کی صحبت سے ۲۳ برس میں تیار ہوا۔ اور جس کی اصلاح میں آپ نے اپنی تمام عمر صرف کی۔ اور جس کے متعلق رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا سارٹیفکیٹ قرآن مجید میں وارد ہوا۔ اس کے متعلق کوئی عیب نہیں۔ جو لگایا نہ گیا ہو۔ کوئی گالی نہیں۔ جو دی نہ گئی ہو۔ اور کوئی الزام نہیں جو تھوپا نہ گیا ہو۔ واقعہ میں شیعہ جماعت اسلام کے چہرہ پر ایک بدنما داغ ہے۔ ان کے ہاتھ سے علی مرتضیٰ یا ان کے دو تین ساتھیوں کے سوا کوئی صحابی نہیں بچا۔ لیکن اگر غور کیا جاوے۔ تو حضرت علی بلکہ خود رسول اللہ صلعم بھی ان کے ہاتھ سے نہیں بچے۔ کیونکہ یہ گروہ رسول اللہ اور حضرت علی دونوں کو تقیہ باز کہتے ہے اور دونوں کے متعلق شیعوں کا اعتقاد ہے۔ کہ یہ حق بات کہنے سے عمر ابوبکر کے ڈر سے ہمیشہ احتراز کرتے رہے خصوصاً حضرت عمر کے تو جانی دشمن ہیں۔ وہ شخص جس کے ہاتھ سے اسلام نے غلبہ پایا۔ اور وہ کہ جس کی قوت ظاہری و باطنی سے اسلام دنیا میں پھیلا۔ وہ کہ جس کے زمانہ میں اسلام نے ایسی ترقی کی۔ کہ پھر آج تک اس کی نظیر نہیں دیکھی گئی۔ اس جری اور بہادر اسلامی پہلوان کو یہ لوگ کافر فاسق اور منافق کہنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ کبھی فسق کا الزام لگایا جاتا ہے کبھی نفاق ثابت کیا جاتا ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ وہ رسول کریمؐ کے سخت نافرمان تھے۔ چنانچہ منجملہ اور بہت سے الزامات کے ایک الزام عام طور پر یہ لگایا جاتا ہے۔ کہ رسول صلعم نے مرض الموت میں صحابہ کو فرمایا۔ مجھے قلم دوات دو تاکہ تمہیں کچھ ہدایات لکھدوں۔ عمر نے کہا۔ کہ حسبنا کتاب اللہ۔ دیکھو یہ نافرمانی نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ ایک ایسا اعتراض ہے۔ جسے ہر شیعہ از بر یاد رکھتا ہے۔

قبل اس کے کہ میں اس کا تحقیقی جواب دوں۔ ایک الزامی جواب بھی سن لیجئے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حضرت علی رضؓ جو شیعوں کے نزدیک وصی رسول اللہ اور اتقی بعد رسول اللہ تھے۔ انہوں نے بھی ایک دفعہ رسول صلعم کا حکم نہیں مانا تھا۔ بلکہ آپ کے فرمان کی تعمیل سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے لئے صلح حدیبیہ کا واقعہ پڑھو۔ وہاں پر جب رسول اللہ صلعم اور کفار مکہ میں معاہدہ لکھا جا رہا تھا۔ اور لکھنے والے مولیٰ مرتضیٰ تھے۔ تو اس معاہدہ کے ابتداء میں آپ نے یہ لکھوایا۔ کہ یہ عہد نامہ محمد رسول اللہ صلعم اور اہل مکہ کے درمیان لکھا جاتا ہے۔ لیکن ابھی رسول اللہ صلعم یہیں تک لکھوا چکے تھے۔ کہ کفار مکہ نے آپ کو روکدیا۔ اور کہا کہ اس عہد نامہ میں آپ اپنے متعلق رسول اللہ کا لفظ نہ لکھوائیں۔ کیونکہ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول سمجھتے۔ تو آپ کی مخالفت ہی نہ کرتے اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کو حکم دیا۔ کہ رسول اللہ کا لفظ کاٹ دو۔ لیکن حضرت علی رضؓ نے انکار کر دیا۔ اور آپ کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ جس پر خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے وہ لفظ مٹا دیا۔ اب بتاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم سے انحراف کیا یا نہیں کیا آپ نے مولیٰ مرتضیٰ کو کاٹنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اگر دیا تھا۔ تو بتاؤ۔ کیوں تعمیل نہ کی گئی۔ اگر کہو۔ کہ ادب مانع تھا۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں تھا؟ کیا آپ کے حکم کا ادب نہ تھا۔ اور کیا الامر فوق الادب درست نہیں۔ اور کیا خود رسول اللہ صلعم کو اپنی رسالت کا ادب نہ تھا۔ کہ آپ نے خود اپنے ہاتھ سے رسول اللہ کا لفظ مٹا دیا۔ شیعو! دیکھو الزام مت لگاؤ۔ کہ تم پر الزام لگایا جاوے گا۔ دیکھو تم نے فاروق پر الزام لگایا۔ لیکن اس سے بڑھ کر علی رضؓ پر الزام ثابت ہوا۔ بڑھ کر ہم نے اس لئے کہا۔ کہ حضرت علی رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کے معاملہ میں بڑا فرق ہے۔

اوّل۔ قلم دوات لانے کا حکم آپ نے حضرت عمر رضؓ کو نہیں دیا بلکہ عام صحابہ کو دیا تھا جس میں مولیٰ مرتضیٰ علی بھی شامل ہیں اس لئے اگر حضرت عمر رضؓ نے تعمیل نہ کی۔ تو اس جرم میں مولیٰ مرتضیٰ اور حضرت عمر رضؓ دونوں شریک ہیں۔ لیکن معاہدہ کے الفاظ کاٹنے کا حکم خاص حضرت علی رضؓ کو تھا۔ جس کی انہوں نے نافرمانی کی۔

دوم۔ قلم دوات کا حکم تاکیدی نہ تھا۔ کیونکہ جب صحابہ نہیں لائے تو آپ نے دوبارہ طلب نہ کی۔ اس لئے یہ نافرمانی (بشرطیکہ نافرمانی سمجھی جاوے) سخت نافرمانی نہیں کہلا سکتی۔ لیکن حضرت علی رضؓ کو جو حکم آپ نے دیا تھا۔ وہ سخت تاکیدی تھا۔ کیونکہ جب حضرت علی رضؓ نے تعمیل نہ کی۔ تو آپ خاموش نہیں ہو رہے۔ بلکہ آپ نے خود تکلیف فرمائی۔ اور اپنے ہاتھ سے الفاظ مٹائے۔ اس لئے حضرت علی رضؓ کی یہ نافرمانی نہایت سخت نافرمانی سمجھی جاویگی۔

سوم۔ یہ کہ حضرت عمر رضؓ نے آپ کے حکم کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ صرف حسبنا کتاب اللہ فرمایا۔ جو واقعہ میں ایک درست جملہ ہے اور کوئی گستاخی کے لفظ نہیں تھے۔ لیکن حضرت علی رضؓ نے صاف لفظوں میں کہدیا۔ کہ میں نہیں کاٹتا۔ اس لئے حضرت علی رضؓ کی عدم تعمیل انکار پر محمول ہوگی۔

ان سب باتوں سے نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جس معمولی سی بات پر شیعہ لوگ حضرت عمر رضؓ کو رسول صلعم کا نافرمان ثابت کرتے ہیں وہی بات بلکہ اس سے نہایت بڑھ کر بات حضرت مولیٰ مرتضیٰ سے بھی سرزد ہو چکی ہے۔ لیکن بے جا محبت انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ مسیح نے سچ کہا۔ کہ اے ریاکار۔ فقیہو۔ فریسیو! تم اپنی آنکھ کا شہتیر تو نہیں دیکھتے۔ لیکن دوسروں کی آنکھوں کا تنکا تمہیں دور سے نظر آ جاتا ہے۔

شیعہ صاحبان! آپ لوگوں نے کبھی صلح حدیبیہ کے معاملہ پر بھی غور کیا ہے یا نہیں۔ کبھی تمہیں اپنے گریبان میں بھی منہ ڈالکر دیکھنے کا موقعہ ملا ہے یا ساری عمر پاکبازوں پر طعنہ بازی میں ہی گذر گئی۔ اب میں تحقیقی جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ غور سے سنئے۔

جواب اول۔ جاننا چاہیئے۔ کہ جب کسی شخص کے کسی فعل کے متعلق رائے زنی کرنی ہو۔ تو پہلے اس شخص کی زندگی کے گذشتہ حالات پر نظر دوڑانی چاہیئے۔ تبھی جا کر اس فعل کا صحیح اندازہ ہو سکیگا۔ مثلاً عمر کا ایک روپیہ گم ہو گیا۔ وہ ایک شخص زید پر شبہ کرتا ہے۔ کہ اس نے چرا لیا۔ لیکن زید کی گذشتہ زندگی کے حالات بتلاتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے اس سے کبھی ایسی حرکت سرزد نہیں ہوئی۔ بلکہ بیسیوں موقعوں پر اس نے حق کی خاطر سینکڑوں روپیہ کا نقصان گوارا کیا۔ لیکن روپیوں کی پرواہ نہ کی۔ تو جج ضرور زید کو رہا کر دیگا۔ اور کوئی عقلمند انسان زید پر ایک روپیہ کی چوری کا الزام نہ لگائے گا۔ صرف اسی لئے کہ زید کی گذشتہ زندگی کے حالات مجبور کرتے ہیں۔ کہ اسے اس الزام سے بری سمجھا جاوے۔ یہی معیار نبیوں کی نبوت اور رسولوں کی رسالت کا قرآن مجید نے پیش کیا جہاں فرمایا۔ لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون

یعنی نبی لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔ کہ لوگو! میں نبوت کے دعوی میں مفتری نہیں۔ کیونکہ تم میری گذشتہ زندگی کے حالات جانتے ہو۔ کہ میں نے کبھی کسی انسان پر بھی جھوٹ نہیں بولا۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ میں خدا پر جھوٹ باندھوں۔ یہی میعار ہے۔ جو اس الزام کو حضرت عمر سے دور کرتا ہے۔ اور حضرۃ عمر کی زندگی کے حالات ہمیں مجبور کرتے ہیں۔ کہ ہم حضرت عمر کو اس الزام سے بری سمجھیں۔ کیونکہ آپنے رسول صلعم کے سینکڑوں حکم بلکہ آپ کے بڑے بڑے حکموں کی تعمیل کی۔ آپکے حکم پر اپنا وطن چھوڑا۔ اور آپکے ہی ارشاد پر اپنے بھائی بندوں سے بیسیوں دفعہ جہاد کیا۔ سو جب محض رسول صلعم کے لئے انہوں نے مذہب تک تبدیل کر لیا۔ اور صرف حکم نبوی پر وطن جیسی عزیز چیز چھوڑ دی۔ اور صرف ارشاد رسول پر اپنے رشتہ داروں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور کسی موقعہ پر بھی کوئی کمزوری نہ دکھائی۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ آپ رسول صلعم کے ایک معمولی سے حکم کا انکار کر دیں۔ جو شخص سینکڑوں حکموں کی تعمیل کر چکا ہو۔ اور رسول صلعم کی خاطر سب کچھ قربان کر چکا ہو۔ اس کا ایک معمولی بات پر اڑ بیٹھنا اور نافرمانی کرنا ایک صحیح الدماغ اور سلیم العقل شخص کے نزدیک ناممکن بات ہے۔ سو پہلا جواب تو یہی ہے۔ کہ حضرت عمر کی گذشتہ زندگی ان کی قربانیاں اور جانفشانیاں ہمیں شیعی الزام کے رد کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔

جواب دوم۔ گو ہم اس واقعہ کے قائل ہیں۔ لیکن چونکہ معترض شیعہ ہیں۔ اس لئے میرا روئے سخن انہی کی طرف ہے میں کہتا ہوں۔ کہ یہ روایت خود شیعی روایت کے خلاف ہے کیونکہ شیعہ حضرت عمر پر نفاق کا الزام لگاتے ہیں۔ اور (معاذ اللہ) انہیں منافقین میں شمار کرتے ہیں۔ سو جب بقول ان کے حضرت عمر منافق ہوئے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ ایک منافق کسطرح جرأت کر سکتا ہے۔ کہ رسول کریم کے صریح حکم کا مجمع عام میں انکار کر دے کیا کوئی منافق بھی یہ جرأت کر سکتا تھا۔ کہ عین مجمع میں سب کے سامنے رسول صلعم کے حکم کی کھلے لفظوں میں آپکے منہ پر تردید کر دے۔ اس لئے یا تو شیعوں کو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ یہ روایت ہی غلط ہے یا یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ حضرت عمر منافق نہ تھے۔ بلکہ وہ اپنے عقائد کے اظہار میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔

جواب سوم۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ نہ حضرت عمر نے نافرمانی کی۔ اور نہ حسبنا کتاب اللہ کا جملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف ہے۔ بلکہ اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسی کی تائید حضرت عمر نے کی۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا۔ ائتونی اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ۔ یعنی مجھے ایک کاغذ لا دو میں تمہیں کچھ لکھ دوں۔ جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو۔ اب اس عبارت میں لن تضلوا بعدہ۔ کے الفاظ پر غور کرو ان لفظوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں تمہیں وہ بات بتاؤں گا۔ جس کو پکڑ کر تم گمراہ نہ ہو گے۔ اب ہم قرآن مجید میں غور کرتے ہیں۔ تو وہاں خود قرآن مجید کے متعلق یہی الفاظ وارد ہیں۔ چنانچہ سورۃ نساء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یبین اللہ لکم ان تضلوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو یہ کتاب مفصل نازل فرمائی ہے۔ اس کی یہ غرض ہے۔ کہ تم گمراہ نہ ہو۔ اب حدیث کے الفاظ اور قرآن کی آیت سے معلوم ہو گیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صحابہ کو فرمایا تھا۔ کہ کاغذ لاؤ۔ میں وہ بات بتاؤں۔ جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے۔ اس سے مراد خود قرآن کا وجود ہے کیونکہ جو تعریف آپنے اس بات کی فرمائی۔ وہ خود قرآن مجید نے اپنی کی ہے۔ اس سے پتہ لگا۔ کہ آپ یہی لکھوانا چاہتے تھے۔ کہ میرے بعد قرآن پر عمل کرنا۔ اور آپکے فرماتے ہی حضرۃ عمر اپنی فراست سے سمجھ گئے۔ اور فوراً پکار اٹھے۔ حسبنا کتاب اللہ یعنی یا رسول اللہ آپ لکھوانے کی تکلیف نہ فرماویں۔ ہم سمجھ گئے۔ کہ آپ ہمیں کتاب اللہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلعم نے سکوت فرمایا۔ کیونکہ آپ کو پتہ لگ گیا۔ کہ یہ لوگ میرا منشا سمجھ گئے۔ تبھی آپنے دوبارہ کاغذ طلب نہیں کیا۔ ورنہ اگر اس کے سوا کوئی اور بات لکھوانی ہوتی۔ تو آپ دوبارہ ارشاد فرماتے۔ اور تاکید سے منگواتے اور اگر حضرت عمر نے تعمیل نہیں کی تھی۔ تو مولی مرتضیٰ ہی کو ارشاد فرماتے۔ لیکن آپنے ایسا نہیں کیا۔ حالانکہ آپ اس واقعہ کے بعد کئی دن زندہ رہے۔ اور اگر یہ مانا جاوے۔ کہ آپنے کوئی بات لکھوانی تھی۔ لیکن حضرت عمر کے انکار کی وجہ سے خاموش ہو رہے۔ تو اس سے آپ کی رسالت پر دھبہ آتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فاصدع بما تؤمر یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ہو۔ وہ کھول کر لوگوں کو سنادو۔

لیکن بقول اہل شیعہ آپنے حضرت عمر کے انکار پر اس کو چھپا لیا۔ پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ یعنی جو بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہو۔ وہ لوگوں تک پہنچا دو۔ ورنہ تم نے عہدہ رسالت کو نہ نباہا۔ اب اگر شیعوں کے اعتقاد کے مطابق یہ تسلیم کیا جاوے۔ کہ حضرت عمر کے انکار پر آپکی وہ بات جس سے امت گمراہی سے بچ جاتی۔ لوگوں تک نہیں پہنچائی۔ تو ساتھ ہی ماننا پڑیگا۔ کہ آپنے عہدہ رسالت کے فرائض سرانجام نہ دیئے۔ جس کے یہ معنی ہوئے۔ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر لوگوں کی طرف بھیجا۔ لیکن آپ اس کام کے قابل ثابت نہ ہوئے۔ معاذ اللہ۔ اور علاوہ ازیں یہ بات اس طرح بھی غلط ثابت ہوتی ہے۔ کہ مکی زندگی میں جب سارا ملک مخالف تھا۔ لوگ قتل کے درپے تھے۔ طرح طرح سے ایذا دیتے تھے۔ ایسے خوفناک وقت میں آپنے کوئی بات نہیں چھپائی۔ کبھی ایسا نہیں کیا۔ کہ چونکہ ابو جہل اور مکہ کے کفار انکار کرتے ہیں۔ اس لئے وعظ و تبلیغ ہی بند کر دی ہو۔ بلکہ باوجود اس کے کہ لوگ آپ کی بات کا انکار کرتے تھے۔ اور کوئی بات سننے کا بھی روادار نہ تھا۔ آپ کبھی حق بات کہنے سے نہیں رکے۔ بلکہ ہر سچی بات ان کو سنا کر چھوڑی۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ مدنی زندگی میں جب آپ بادشاہ ہو گئے۔ ظاہری خطرہ بھی کوئی نہ رہا۔ آپ صرف حضرت عمر کے انکار سے ایک حق بات چھپا لیتے ہیں۔ اور بات بھی وہ جو ہمیشہ کے لئے امت کو گمراہی سے بچانے والی تھی۔ کیا رسول اللہ صلعم کی رسالت پر دھبہ نہیں۔ کیا آپ کی شجاعت بسالت پر حرف نہیں۔ کیا یہ مناسب تھا کہ وہ بات جس کے منہ سے نکالنے پر امت گمراہی سے بچ جاوے۔ وہ صرف ایک خادم کے انکار پر چھپا لی جاوے۔ اور ہمیشہ کے لئے امت کو گمراہی میں ڈالدیا جاوے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ کو اپنی جان کا خطرہ تھا۔ کیا واللہ یعصمک من الناس کی بشارت آپ کو نہیں پہنچی تھی۔ اب میری اس بات پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ کس طرح معلوم ہوا۔ کہ حضرت عمر نے اس خیال سے حسبنا کتاب اللہ پڑھا۔ کہ آپ کو لکھوانے کی تکلیف نہ ہو۔ اس کا یہ جواب ہے۔ کہ جن روایتوں میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔ اس کے لفظ ہمیں یہ بات بتاتے ہیں چنانچہ میں اپنے ناظرین

Digitized by Khilafat Library

کی آگاہی کے لئے درج کرتا ہوں ٭

وہ الفاظ یہ ہیں ۔ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم هلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا ۔ فقال بعضهم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد غلبہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ۔

دیکھو اس عبارت میں قد غلبہ الوجع کا جملہ ہماری تائید کرتا ہے۔ حضرت عمر صحابہ کو فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم کو اسوقت تکلیف بڑھ گئی ہو ایسے وقت میں آپ کو تکلیف نہ دی جاوے پھر حسبنا کتاب اللہ کا جملہ پڑھ کر رسول اللہ صلعم کو تسلی دی۔ کہ ہم آپ کا مطلب سمجھ گئے۔ اس پر آپ خاموش ہو گئے۔ پھر نہ قلم دوات طلب کی۔ اور نہ کوئی صحابی ہی لایا ٭

اب میں اپنا مضمون ختم کرتا ہوں۔ لیکن ساتھ ہی یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میرا یہ مضمون صرف شیعوں کی تردید میں ہے۔ ورنہ میں جیسا حضرت عمر کو رسالت پناہ کی نافرمانی سے بری سمجھتا ہوں۔ اسی طرح حضرت مولیٰ مرتضیٰ کو آپ کی معصیت سے مبرا سمجھتا ہوں۔ اس مضمون کا صرف یہ منشاء ہے۔ کہ جن معمولی باتوں کو پیش کر کے شیعہ صاحبان حضرت عمر کو رسول اللہ صلعم کا نافرمان ثابت کرتے ہیں۔ ان سے بڑھ کر معاملات میں شیعی اصول کے مطابق حضرت علی اس الزام کے نیچے آجاتے ہیں ٭

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین ٭

نومبایعین

خدا تعالے نے احمدیت کے قبول کرنے کے لئے لوگوں کے دلوں کو کھول دیا ہے۔ اور ہر روز کئی ایک اشخاص داخل سلسلہ ہوتے ہیں۔ سالانہ جلسہ پر لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے بیعت کی ہے لیکن اس موقعہ پر جو لوگ کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں آسکے وہ خطوط کے ذریعہ بیعت کر رہے ہیں۔ اور ایسے خطوط جلسہ کے ایام میں بھی موصول ہوتے رہے ہیں۔ ذیل میں کچھ نومبایعین کے نام درج کئے جاتے ہیں ٭

محمد شریف صاحب معہ اہلیہ جلال آباد ٭
محمد حسین صاحب۔ نائب حاکم مال۔ جلال آباد ٭
عمر صاحب۔ مالابار ٭
محمود صاحب ۔ مالابار ٭
عبداللہ صاحب ۔ مالابار ٭
محمد صاحب ۔ مالابار ٭
مستری ملا خاں صاحب ۔ سول کمیٹری ٭
میاں رمضان صاحب۔ چک نمبر ۱۰۲ ٭
محمد امین صاحب۔ لورالائی ٭
بابو محمد عظیم صاحب۔ کرنال ٭
میاں علی بخش صاحب۔ ضلع کرنال ٭

ریویو

اسرار نہانی
ابو احمد رحمانی

مولہ بالا نام کا رسالہ خلیل احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ مونگیر کی ایک تازہ مگر عجیب تصنیف ہے۔ جسمیں محمد علی کانپوری عرف ابو احمد رحمانی مقیم مونگیر دشمن سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ولایت اور مجددیت کی حقیقت کا پردہ فاش کیا گیا ہے ٭ علاوہ دیگر دلچسپ اور مفید باتوں کے ان کے دو عجیب وغریب خواب بھی درج کئے ہیں۔ جن سے مصنوعی مجدد صاحب کی ولایت اور مجددیت کی حقیقت کا راز کھل جاتا ہے۔ ان کے خوابوں کی جو تعبیریں حکیم مولوی خلیل احمد صاحب نے کی ہیں۔ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ظاہر ہوتی ہے ۸۰ صفحہ کا رسالہ ہے۔ مضمون کی علاوہ الفاظ کی چستگی ایسی ہے۔ جس کو پڑھنے ہی سے تعلق ہے۔ ابتدائے کتاب میں ایک دعا ہے۔ جس کو پڑھ کر دل سے آمین نکلتی ہے پھر شروع کتاب میں ایک مقدمہ ہے۔ جو نہایت مفید اور اپنے طرز پر نرالا ہے۔ صفحہ ۳۴ و ۳۵ پر فارسی عبارت نہایت لطیف ہے۔ صفحہ ۵۴ و ۶۸ خاص کر قابل دید ہے۔ غرضکہ مجموعی حیثیت سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ نہایت زور دار الفاظ میں ہے۔ ہم سفارش کرتے ہیں۔ کہ احباب اس رسالہ کو ضرور خریدیں اور پڑھیں۔ قیمت رعایتی ۲ ر ہے ٭

ملنے کا پتہ

محمد یٰسین صاحب تاجر کتب قادیان ٭ یا بابو محمد عبدالعزیز صاحب محاسب انجمن احمدیہ مونگیر ٭

اصلی ممیرا اور امیرک کا سرمہ۔

اصلی ممیرا اور امیرک کے سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اثناء میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بتایا ہوا ہے۔ آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا۔ کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ پھولا اور سرخی اور ابتدائی موتیابند اور دیگر امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول قسم فی تولہ دو روپیہ (عه) قسم دوم (عه) قسم سوئم (عه) اصلی ممیرا کی قیمت عه روپیہ فی تولہ ہے۔ ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کیطرح باریک پیسکر آنکھوں میں ڈالا جاوے۔ یہ سرمہ خاص کر جن کی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں ان کے لئے بہت مفید اور مجرب ہے ٭

ست سلاجیت ۔ محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء۔ نافع ضعف۔ مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام استسقاء و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلس البول و سیلان منی۔ و یبوست درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ قسم اول عه فی تولہ۔ قسم دوم ۸ ر فی تولہ ٭

لنگیاں اور کلاہ ہر قسم ٭ ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری۔ بادامی۔ سیاہ اور سفید ماشی۔ ریشمی۔ سوتی۔ لٹری صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں ٭

المشتہر ۔ احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ۔ ضلع گورداسپور

شائقین عسل مصفیٰ کو مژدہ

کتاب عسل مصفیٰ حصہ دوم نہایت آب و تاب کے ساتھ محض خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے چھپکر تیار ہو گئی ہے۔ ملنے کا پتہ ٭ لاہور سنگھ منڈی کوچہ سیٹھاں۔ خود مصنف سے اور قادیان میں سید احمد نور کابلی تاجر سے قیمت کتاب عسل مصفیٰ حصہ اول عه ۔ بلا جلد۔ مجلد ۳ ؍
" " " " دوم ۳ ؍ " " " ۳ ؍

یہ وہ کتاب ہے کہ جس کے لئے تمام علماء کرام و بزرگان ملت خیر الانام نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ اس کتاب کا ہر احمدی کے ہاتھ میں ہونا ازبس ضروری ہے ٭